4822CH14

سید مشتاق علی

سیّد مشتاق علی ہمارے مُلک کے مایۂ ناز کرکٹ کھلاڑی تھے۔ ان کی پیدائش اندور میں 1914ء میں ہوئی۔ ان کے والد ہولکر اسٹیٹ میں ملازم تھے۔ بچپن ہی سے مشتاق علی نے کرکٹ میں اپنے جوہر دکھانے شروع کر دیے۔ پندرہ سال کی عمر میں انھوں نے حیدرآباد کے کرکٹ ٹورنامنٹ میں ایک ہَیٹ ٹرک لی اور 65 رن بنائے تو لوگ چونک پڑے۔ اس طرح ان کے لیے فرسٹ کلاس میچ کھیلنے کا دروازہ کُھل گیا۔

مشتاق علی اندور کی ہولکر ٹیم کی جانب سے رنجی ٹرافی میچوں میں حصہ لینے لگے۔ کرنل سی۔ کے۔ نائیڈو اس زمانے میں ہولکر ٹیم کے کپتان تھے۔ مشتاق علی کو ہندوستان کے مختلف مقامات پر کھیلنے کا موقع ملا۔ وہ دائیں ہاتھ سے بلے بازی کرتے اور بائیں ہاتھ سے گیند پھینکتے یا بالنگ کرتے۔ ان کے کھیلنے کا انداز دوسروں سے الگ تھا۔ ان کی خود اپنی ایک الگ تکنیک تھی۔ آگے بڑھ کر کھیلنا، قدموں کا توازن برقرار رکھنا اور کلائی موڑتے ہوئے گیند کو باؤنڈری کا راستہ دکھا دینا، ان کے کھیل کی خصوصیات تھیں۔ اپنے کھیل میں وہ کبھی گھبراہٹ اور دباؤ کا شکار نہیں ہوئے۔ خطرہ مول لے کر کھیلنا ان کی فطرت تھی۔ جلد ہی انھوں نے ایک بلند حوصلہ بلّے باز کی حیثیت سے اپنی پہچان بنا لی۔ اپنے خاص انداز کی وجہ سے وہ عوام میں مقبول ہو گئے۔

© NCERT not to be republished

19 سال کی عمر میں ٹسٹ میچ کے لیے مشتاق علی کا پہلی بار انتخاب ہوا۔ پھر 1936ء میں انگلستان کا دورہ کرنے والی ٹیم میں انھیں شامل کرلیا گیا۔ یہیں لارڈس کے میدان پر پہلی بار کھیلتے ہوئے، انھوں نے سنچری بنائی۔ یہ ان کے کھیل کا بہترین دور تھا اور وہ اپنے پورے فارم میں تھے۔ مانچسٹر ٹسٹ کی دوسری اننگز میں مشتاق علی اور وِجے مَرچینٹ نے مل کر 135 منٹ میں 192 رن بنائے تو انگریز حیرت میں پڑ گئے۔ مشتاق علی 112 رن بنا کر آؤٹ ہوئے۔ ان کی بلے بازی دیکھ کر ایک انگریز مبصّر نے کہا کہ رانجی اور دلیپ سنگھ کے دیس سے ایک جادوگر بلّے باز آیا ہے۔ ہندوستان میں وہ اپنے کھیل کی وجہ سے مقبول تھے ہی، انگلستان بھی اُن کے فن کا مدّاح ہو گیا۔

مشتاق علی کے نزدیک 'اسپورٹس مین اسپرٹ' کی بڑی اہمیت تھی۔ اخیر عمر تک وہ کھلاڑیوں کو صحیح جذبے کے ساتھ کھیلنے کی تلقین کرتے رہے۔ انگلستان میں سرّے (Surrey) کاؤنٹی کے خلاف اووَل (Oval) میدان پر کھیلتے ہوئے انھوں نے کھیل کے جذبے کی شاندار مثال پیش کی۔ اس میچ میں وہ سِلپ میں کھڑے تھے۔ ایک گیند بلے باز کے بلے کو چھوتی ہوئی ان کے کچھ آگے کی طرف آئی۔ گیند کے زمین پر پڑتے ہی انھوں نے لپک کر اسے اٹھا لیا۔ لوگ سمجھے کیچ پورا ہو گیا۔ امپائر نے انگلی اٹھا دی۔ مشتاق علی کے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا۔ انھوں نے کہا ''مسٹر

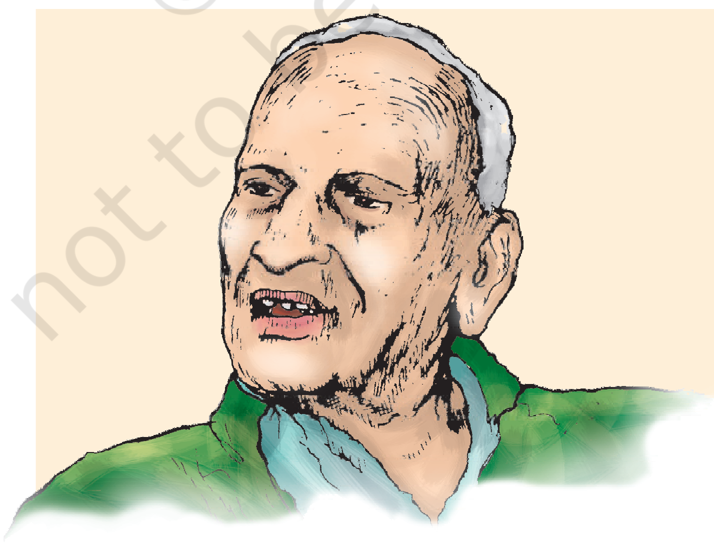

© NCERT not to be republished

امپائر! کیچ صحیح نہیں ہوا۔ میں نے گیند زمین سے اٹھائی تھی۔'' مشتاق علی کے اس قدم کو بہت سراہا گیا۔ ہندوستان کے کھیل کا وقار بڑھ گیا۔ کرکٹ کو شاید اسی لیے جینٹل مینس گیم (Gentle man's Game) کہتے ہیں۔ ہندوستانی عوام میں مشتاق علی اتنے مقبول ہو گئے تھے کہ لوگ خاص طور پر ان کا کھیل دیکھنے کے لیے آنے لگے۔ 1944ء میں بمبئی ٹیم کے خلاف کھیلتے ہوئے انھوں نے دونوں اننگز میں ایک ایک سنچری بنائی۔ ان کا کھیل دیکھنے کے لیے میدان تماشائیوں سے بھرا پڑا تھا۔ دوسری اننگز میں ان کے آؤٹ ہونے پر میدان خالی ہو گیا۔ حالانکہ کھیل جاری تھا۔ اسی طرح 1946ء میں کولکاتا میں ایک ٹسٹ میچ کے لیے ان کا انتخاب نہیں ہوا تو عوام نے احتجاج کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ 'مشتاق نہیں تو میچ نہیں' (No Mushtaque, No Match)۔ اس وقت دلیپ سنگھ سلیکٹر (Selector) تھے۔ عوام کے اصرار پر انھوں نے مشتاق علی کو کھیل میں شامل کر لیا۔

مشتاق علی نے فرسٹ کلاس میچوں میں 12660 رن بنائے۔ ان میں 30 سنچریاں شامل ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کی وجہ سے وہ صرف 11 ٹسٹ کھیل سکے جن میں انھوں نے 612 رن بنائے۔

مشتاق علی کے کردار کی تعریف ہر ایک نے کی ہے۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔ خوش مزاجی ان کے کردار کی ایک خوبی تھی۔ وہ ہر ایک سے خلوص سے ملتے تھے۔ بہترین لباس پہنتے۔ مختلف قسم کے جوتے پہننے کا انھیں بڑا شوق تھا۔ لمبے قد، خوبصورت اور پُر کشش شخصیت کے مالک تھے۔ شائستہ، صاف گو، وضعدار اور سچے انسان تھے۔ اپنے کارناموں پر انھیں ناز ضرور تھا مگر وہ مغرور نہیں تھے۔

عوام کے اس چہیتے کھلاڑی نے ہمیشہ لوگوں کی خوشی اور دلچسپی کا خیال رکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ کرکٹ کے کھیل کو عوام کے قریب لانے میں انھوں نے ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی خدمات کے سلسلے میں حکومتِ ہند نے 1964ء میں انھیں پدم شری کا اعزاز پیش کیا۔ ملبورن کرکٹ کلب نے انھیں حیاتی رکن بنایا۔ انھیں وسڈن ایوارڈ اور سی۔ کے۔ نائیڈو ایوارڈ دیا گیا۔ 2006ء میں اس عظیم کھلاڑی کا انتقال ہو گیا۔

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

مایۂ ناز	:	جس پر ناز کیا جائے، فخر کے قابل
دروازہ کھل گیا	:	مراد موقع ملنے لگا
مدّاح	:	مدح یعنی تعریف کرنے والا
اُنگلی اٹھائی	:	مراد آؤٹ ہونے کا اشارہ کیا
وضعدار	:	وضع کا پابند، اپنے طور طریقے پر قائم رہنے والا
پُرکشش	:	اپنی طرف کھینچنے والا، خوبصورت
وِسڈن	:	Wisden نامی انگلستان کا ادارہ جس میں کرکٹ کے قابلِ ذکر ریکارڈ درج کیے جاتے ہیں اور بہترین کھلاڑیوں کو اعزاز دیا جاتا ہے
مبصّر	:	تبصرہ کرنے والا
وقار	:	عزّت، قدر و منزلت

2 غور کیجیے:

اس سبق میں رانجی اور دلیپ دو راجاؤں کے نام ہیں جو کرکٹ کھیلتے تھے۔ اسی طرح مہاراجا آف وجیانگرم، جام صاحب آف توانگر، افتخار علی خاں پٹودی جیسے راجا اور نواب کرکٹ کے کھلاڑی تھے۔ آپ کے خیال میں کرکٹ میں ان کی دلچسپی کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟

© NCERT not to be republished

3 سوچیے اور بتائیے:

(i) مشتاق علی کس ٹیم کی جانب سے کرکٹ کھیلتے تھے؟
(ii) مشتاق علی کے کھیل کی کیا خصوصیات تھیں؟
(iii) مانچسٹر میں مشتاق علی کا کھیل دیکھ کر انگریز مبصّر نے کیا کہا؟
(iv) حکومتِ ہند نے مشتاق علی کی خدمات کا اعتراف کس طرح کیا؟
(v) ایک ایسے واقعے کا ذکر کیجیے جس سے عوام میں مشتاق علی کی مقبولیت ظاہر ہو۔

4 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

گوارا   احتجاج   اعزاز   سراہنا   حیرت میں پڑنا

5 ذیل کے مرکب الفاظ کی ترکیب پر غور کیجیے اور ہر جزو کے بارے میں بتائیے کہ وہ ''اسم'' ہے یا ''صفت''، ''سابقہ'' ہے یا ''لاحقہ''۔

مثال : جہانگیر = جہاں (اسم) + گیر (لاحقہ)

لوک گیت   بلند حوصلہ   بلّے باز   جادوگر
یادگار   عہدنامہ   پُرکشش

© NCERT not to be republished